مولانا ابوالکلام آزاد

مصالحت

بقائے حق کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ فنائے حق کے بعد

میں قرآن حکیم کی بعض آیات اور آغاز اسلام کے ایک واقعہ کی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

اسلام نے حق پرستی کی جو تعلیم دی ہے، وہ دنیا کے موجودہ اخلاق کی مدعیانہ حق پرستی سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ قرآن حکیم اور اسوہ حضرت رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ہمیں حق کا اصول بتلادیا ہے ایک طرف تو یہ تعلیم دی:

فبما رحمة من الله لنت لهم و لو كنت فظا غليظ القلب لا نفضوا من ذلك۔

ترجمہ:- یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے تمہیں مخالفوں کے ساتھ نرم دل بنادیا ہے کہ باوجود اس کی سختی و قساوت کے تم حسن اخلاق و صبر و تحمل سے پیش آتے ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی بھی تمہارے پاس نہ آتا۔

دوسری جگہ حکم دیا:

واغلظ عليهم!

ترجمہ:- باطل پرستوں کے ساتھ نہایت سختی کرو کہ وہ نرمی کے مستحق نہیں!

پہلا موقع تو عام طور پر حسن خلق، کشادہ روئی صبر و تحمل، نرمی طبیعت، تہذیب لسان و لہجہ سخن کا تھا۔ اس لئے داعی اسلام کے ان اوصاف کو رحمت الٰہی قرار دیا۔ لیکن دوسرا موقع حق و باطل، صدق و کذب اور ایمان و کفر کے مقابلے کا تھا۔ فرمایا کہ جس قدر سختی کر سکتے ہو کرو کہ عین عدل و اخلاق ہے۔

> نفس خادے ہمیشہ ایسی قوموں کی تاک میں رہتا ہے جن کے قدموں کو مصلحت کی خواہش ڈگمگادے یا وہ کفر کی دلفریبی سے مرعوب ہو جائیں۔

چنانچہ سورہ قلم میں ایسی نرمی کو جو حق و صداقت کے خلاف ہو اور راہ عدالت سے منحرف کر دے۔ "مداہنت" کے لفظ سے تعبیر فرمایا:

بعض کفار آنحضرت ﷺ کے پاس جمع ہو کر آئے اور کہا کہ بہتر ہے کہ ہم میں اور آپ میں ایک راضی نامہ ہو جائے۔ آپ جو کچھ تعلیم دینا چاہتے ہیں دیجئے لیکن صرف اتنا کیجئے کہ ہمارے بتوں کو اور ہماری بت پرستی کو برا نہ کہئے۔ اس کے بدلے میں ہم آپ کو مال و دولت سے مالا مال کر دیتے ہیں۔ بلکہ حجاز کا بادشاہ تسلیم کر لینے کے لئے بھی تیار ہیں۔

لیکن اس نے جو نہ صرف ریگستان عرب کا بلکہ تمام بر و بحر عالم کی ہدایت کا شہنشاہ ہونے والا تھا۔ بے ساختہ جواب دیا۔

لوجئتمونی بالشمس حتیٰ تضعوا فی یدی ماسالتکم غیرھا۔ (بخاری)

ترجمہ:- عرب کی بادشاہت تو کیا شے ہے؟ اگر تم سورج کو بھی آسمان سے اتار کر میری مٹھی میں رکھدو جب بھی میں سوائے کلمہ حق کے دوسری بات منظور نہ کروں گا۔

> باطل پرست کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ اعلان حق میں نرمی کرو تو وہ بھی تیرے ساتھ نرمی کریں گے حالانکہ کفر کو راضی رکھ کر ایمان کی دعوت کبھی نہیں دی جاسکتی۔

خدا تعالیٰ نے اسی مصلحت اور نرمی کی خواہش کی نسبت فرمایا:

ودوا لو تدھن فیدھنون۔

یہ باطل پرست کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ اعلان حق میں نرمی کرو تو وہ بھی تیرے ساتھ نرمی کریں گے، حالانکہ کفر کو راضی رکھ کے ایمان کی دعوت کبھی نہیں دی جاسکتی۔

فلا تطع المکذبین۔

پس ان لوگوں کی خواہشوں کی اطاعت نہ کرو جو حق و عدالت کو جھٹلانے والے ہیں۔

روسائے قریش مکہ کی طرح آج ہمارے سامنے بھی ایک قومی وطاقتور گروہ موجود ہے جو چاہتا ہے کہ حق کے اعلان، خیر کی فریاد اور عدل کی طلب میں ہم نرمی کریں، اور پھر وعدہ کرتا ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو وہ بھی ہمارے ساتھ نرمی کرے گا۔

ابو طالب کے مکان پر روساء قریش نے داعی اسلام سے کہا تھا کہ وہ سب کچھ کہیں مگر ان کے بتوں کو برا نہ کہیں۔ یہی شرط مصالحت ہے ٹھیک اسی طرح ہم سے بھی کہا جاتا ہے کہ تم سب کچھ کہو مگر ان بتوں کو برا نہ کہو جو خدا پرستوں کو اپنا غلام بنا رہے ہیں۔ یہی صلح کا طریقہ ہے۔ لیکن اگر یہی طریقہ ہے تو سوال یہ ہے کہ اس کے چھوڑ دینے کے بعد ہمارے پاس اور کیا باقی رہ جاتا ہے جو کہیں گے؟ حق تو وہی تھا جو تم چاہتے ہو کہ تم سے صلح کر کے دے دیں۔ جب وہ دے دیا گیا تو اس کے بعد باطل و کفر کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

فماذا بعد الحق الا الضلال۔

ابو طالب کے دل میں آنحضرت ﷺ کی محبت تھی مگر قوت ایمانی نہ تھی، صحیح بخاری کی اسی حدیث میں ہے کہ بول اٹھے:

''اس میں کیا حرج ہے اگر آپ ان کے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں؟''

آج کل بھی میں دیکھتا ہوں کہ میرے بعض احباب ہیں جن کے دل میں سچائی کا ایک ولولہ تو ضرور ہے لیکن ایمان کی وہ قوت نہیں ہے جو سچائی کی راہ میں دکھ اٹھانے کی ہمت بخش سکے شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر آزادی کا ولولہ خدا پرستی اور تعلیم اسلامی کی راہ سے نہیں آیا ہے۔ بلکہ محض دوسروں کی دیکھا دیکھی اور حریت خواہ قدموں کے تقلیدی جذبہ کی بناء پر۔

اسلام نے جو حق پرستی کی تعلیم دی ہے وہ دنیا کے موجودہ اخلاق کی مدعیانہ حق پرستی سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔

بہر حال اس مصلحت کی خواہش نے انہیں ڈگمگا دیا وہ یا تو کفر کی دلفریبی سے مرعوب ہو گئے یا مصیبتوں اور آزمائشوں کے تصور سے ڈرا دیئے گئے۔ نفس خادع جو ہمیشہ ایسی قوموں کی تاک میں رہتا ہے۔ اب بولنے لگا ہے اور ضعف ایمانی دھوکہ دیتا ہے کہ اس میں ہرج کیا ہے؟ آخر وقت و مصلحت بھی تو کوئی چیز ہے؟ پولیٹکل کاموں میں نرمی و گرمی دونوں ہوتی ہیں۔ کام کے لئے پہلی شئے فرصت ہے اگر ہم نہ رہے تو ہماری تمام باتیں بھی نہ رہیں گی۔ بہتر ہے کہ سر دست اس ''مصالحت'' کو مان لیں اور نرمی کریں تاکہ ہمارے ساتھ بھی نرمی کی جائے۔

ودوا لو تدھن فیدھنون۔

لیکن افسوس کہ میرے نادان دوست نہیں سمجھتے کہ ''مصالحت'' بقائے حق کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ فنائے حق کے بعد، نرمی کے یہ معنی ہیں کہ کسی کام کو سختی سے نہ کیجئے، نہ یہ کہ سرے سے کیجئے ہی نہیں؟ سچائی کے ساتھ اگر کچھ ہے تو دیدیجئے پر سچائی کے اندر جو کچھ ہے وہ کیونکر دیا جاسکتا ہے؟ کسی شئے کا غلاف آپ بدل سکتے ہیں لیکن جب تک اس کی محبت آپ کے اندر ہے خود اسے دوسری شئے سے نہیں بدل سکتے پھر حق کی راہ میں مرعوبیت اور خوف ایسا ہی ہے جیسے دریا میں کپڑوں کے بھیگنے سے گریز۔ آپ سے کس نے منت کی تھی کہ آگ سے کھیلئے؟ انگاروں کو مٹھی میں لینے کا دعویٰ ہے تو آبلہ پڑنے کی شکایت کیوں کی جاتی ہے؟ راحت پرستوں کو چاہیئے کہ کانٹوں پر چل کر پاؤں چھلنے کی شکایت نہ کریں۔ بلکہ اس خارزار میں سرے سے قدم نہ رکھیں۔

غافل مروکہ تاد ربیت الحرام عشق
صد منزل ست و منزل اول قیامت ست

یہ سمجھنا کہ کام کے لئے عافیت و فرصت ضروری ہے سچ ہے مگر اس آلہ راحت پرستی کے استعمال کا یہ موقع نہیں۔ اگر آپ حق اور عدالت کا کام کر رہے ہیں تو صرف کام

کیجئے۔اس کی فکر نہ کیجئے کہ ہمارے بعد کیا ہوگا؟ سچائی اور راست بازی کل کی فکر سے بے پرواہ ہے۔اس کا بیج کبھی بھی شرمندہ دہقاں و کاشتکار نہیں ہوا۔وہ خود ہی پھوٹتا ہے اور اپنی پرورش کے لئے خود اپنے اندر آب حیات رکھتا ہے بالفرض اگر اسے اپنی نشوونما کے لئے پاسبانوں کی ضرورت ہے تو آپ اس کی فکر کو اپنی راحت جوئیوں کے لئے حیلہ نہ بنائیں۔اگر آپ نہ ہوں گے تو آپ کی جگہ خود بخود ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے جو آپ سے کام میں بہتر اور تعداد میں زیادہ ہوں گے۔

گماں ہر کہ تو چوں بگذری جہاں بگذشت
ہزار شمع بکشتند و انجمن باقی ست

اور غور کیجئے تو جس چیز کو آپ سچائی

جس چیز کو آپ سچائی کی موت سمجھتے ہیں وہی اس کے زندگی کا آب حیات ہے۔

کی موت سمجھتے ہیں وہی تو اس کے لئے زندگی کا آب حیات ہے۔اگر حق کا بیج آپ کے دامن میں ہے تو زمین کے سپرد کر دیجئے اور ہو سکے تو اپنے خون کے دو چار قطرے بھی اس پر چھڑک دیجئے کہ یہی اس کے لئے آب پاشی ہے اس کے بعد آپ کا فرض ختم ہو گیا۔اب وہ حق نواز اور صداقت پرور اپنے کھیت کی خود نگرانی کرے گا جو اب بھی ویسا ہی نگرانی کرنے والا ہے جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے۔

قل هوالرحمٰن آمنا به و عليه توكلنا فستعلمون من هو في ضلال مبين-(سوره ملک ۲۹)

یہ "مصالحت" اور "نرمی" کی خواہش نہیں ہے بلکہ ایمان سے ارتداد اور حق سے انحراف کی دعوت ہے۔

فنعوذ بالله من شرها و شراعداء الحق وائمة الكفر۔

اب سے تیرہ سو بتیس برس پہلے جب اس "مصالحت" کو آئمہ کفر و نائبین شیاطین نے پیش کیا تھا تو اسلام کے داعی اول نے حق اور صداقت پرستی کے ایک شہنشاہانہ استغنا کے ساتھ یہ کہہ کر بے باکانہ رد کر دیا تھا۔

لو جئتموني بالشمس حتىٰ تضع في يدى ماسالتكم غيرها۔

اگر تم میں ایسی قدرت و طاقت پیدا ہو جائے کہ تم آسمان سے سورج اتار کر میری ہتھیلی پر رکھ دو جب بھی طلب حق کے سوا تم سے اور کچھ نہ چاہوں گا اور وہی کہوں گا جو کہہ رہا ہوں۔

پھر آج بھی اس مقدس داعی حق کا کوئی سچا فرزند ہے جس کو حق کا پاک اور مبارک عشق اسلام کے ورثاء میں ملا ہو، جو ویسے ہی کبر صداقت ویسے ہی عظمت حقانی، ویسے ہی شان صمدانی اور بالکل اسی طرح شہنشاہوں کے سے استغناء اور تاجداروں کی سی ہیبت و جبروت کے ساتھ بلا خوف تو تزلزل اس مصالحت کفر خواہ اور اس اتحاد باطل اندیش کو اعلانیہ ٹھکرا دے اور اپنی صولت الٰہی اور دبدبہ ملکوتی سے ارواح و ملائکہ حقانیت اور ملاء علیین صداقت کو غلغلہ حمد و ثناء سے جنبش میں لے آئے؟

زمین کے حق پرست انسان اور آسمان کے فرشتے، دونوں اس کے منتظر ہیں۔

خیر و در کاسۂ زرآب طرب ناک انداز
پیش ازانے کہ شود کاسۂ سرخاک انداز
عاقبت منزل مادادی خاموشاں ست
حالیا غلغلہ در گنبد افلاک انداز

بقیہ درس قرآن

وضاحت کر رہے ہیں، نواب صدیق حسن خان نے فی سبیل اللہ کے مفہوم میں علمائے دین کو بھی شامل کیا ہے، چاہے وہ مالدار ہی ہوں اور کہا ہے کہ ان پر زکوۃ کی رقم خرچ کرنا نہ صرف جائز ہے، بلکہ اہم تر ہے، کیونکہ ان کے ذریعے سے ہی دین اسلام کا تحفظ اور شریعت کی بقاء ممکن ہے۔

بقیہ تبصرہ کتب

سارے "احبار و رہباء" رات دن مشغولیت سے پہلے ہی کر رہے ہیں۔

اگر ایک رسالہ جس کی پیشانی کا جومر اہل تحقیق کی منتخب جماعت ہے نہ بھی کرے تو کمی نہ آئے گی۔"اخوت" کا تقاضا ہے کہ اس رسالہ کو "حبل امہ" تھامنے میں حائل کسی بھی عبارت و مفہوم سے پاک رکھا جائے اور پھر اس کی اشاعت کھلے دل سے ہو۔

ایسا نہ ہو کہ یہ بھی خودساختہ پرانے چراغوں کی طویل لائن میں رکھ دیا جائے۔

اللہ تعالی اسی عظیم کتاب کی خدمت کے لئے اپنے مخلص بندوں کی تائید فرمائے۔آمین

ملت اسلامیہ کا ہیرو

اسامہ بن لادن کو گرفتار کرنے کی نئی امریکی مہم

حافظ عزیز الرحمن، پاکپتن

شاہ ایران بڑے رعب سے وزیروں اور مشیروں کو حکم نامے جاری کر رہا تھا کہ اچانک دروازہ کھولا اور ایک شخص داخل ہوا تو بادشاہ نے کہا تاؤ مسلمانوں کے لشکر کی کیا خبر ہے تو اس نے کہا کہ خالد بن ولید ؓ ایک بڑی فوج لے کر ایرانی محاذ پر پہنچ رہے ہیں۔ بادشاہ کے قدموں سے زمین نکل گئی اور اس پر سکتہ طاری ہو گیا۔ بعد میں جب سبب دریافت کیا گیا تو کہا کہ خالدؓ وہ شخص ہے جو کسی علاقے کو فتح کئے بغیر کبھی واپس نہیں پلٹا اس لئے اب خالدؓ کو ایران فتح کرنے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

انہی اوصاف کا حامل ایک چہرہ سعودی عرب (ریاض) میں ۱۹۵۷ء میں پیدا ہوا۔ جدہ کے اسکولوں میں ابتدائی تعلیم حاصل کر کے ملک عبدالعزیز یونیورسٹی میں مینیجمنٹ اور اکنامکس پڑھی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ کا رخ کیا اور مشہور یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ عام نوجوانوں کے برعکس اسے مغربی تہذیب اپنے رنگ میں نہ رنگ سکی۔ بعد میں یہ نوجوان اسامہ بن لادن کے نام سے اور مجاہدین کے قائد کے طور پر مشہور ہوا جس نے دنیا کی ایک سپر پاور کو پاؤں تلے روند ڈالا اور نیو ورلڈ آرڈر کا خواب دیکھنے والوں کے راستہ میں ایک چٹان ثابت ہوا۔

۱۹۷۹ء جب روس نے افغانستان میں مداخلت کی تو اسامہ افغان بھائیوں کی مدد کیلئے افغانستان آ گئے اور اپنا مال و جان اسلام کی خاطر پیش کر دیا۔ تربیتی مراکز قائم کئے جن میں میں ہزاروں عرب جوانوں نے جہادی

> **جب تک عالم کفر اور خاص کر امریکہ تمام مسلم ممالک اور خاص طور پر مقامات مقدسہ سے نکل نہیں جاتے ان کے خلاف ہمارا جہاد جاری رہے گا۔**

تربیت حاصل کر کے روس کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھ دیا اور جس محاذ کا رخ بھی کرتے روسی کو بھاگنے پر مجبور ہو جاتے اور جب مجاہدین کو راستہ ہموار نہ ہونے کی بناء پر مشکلات پیش آئیں تو اسامہ نے اپنی کمپنی کے کئی ایک بلڈوزر منگوائے اور مجاہدین کے لئے راستے بنا دیئے اور جب ڈرائیور تھک جاتے تو اسامہ خود ڈرائیونگ شروع کر دیتے اور بارود کے شعلوں میں نڈر راستہ بناتے چلے جاتے دشمن نے اس قوت کو ہر طرح ختم کرنے کی کوشش کی لیکن خود پیوند زمین ہو گیا۔

اس کے بعد اسامہ سوڈان چلے گئے اور مسلمانوں پر امن کے نام پر ظلم کرنے والے اقوام متحدہ کے فوجی دستوں کو موت کے گھاٹ اتارنے لگے۔ اس طرح وہ اسلامی ہیرو بنتے چلے گئے اور جب امریکہ نے اپنی شاطرانہ چالوں سے خلیج کی جنگ شروع کروائی اور نتیجتاً سعودی عرب پر قابض ہو گیا اور مقامات مقدسہ کی حریت کو پامال کرنا شروع کر دیا چونکہ تمام مسلمانوں کے لئے ان مقامات کا تقدس یکساں ہے اور یہ مسلمانوں کے مذہب پر حملہ تھا اس لئے اسامہ نے امریکہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ جس کے بعد پورے عالم کے تمام مسلمان اسے اپنا قومی ہیرو سمجھنے لگے۔

اسامہ امریکیوں کا نمبر ایک دشمن بن گیا اور امریکی اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرنے لگے اور اب یہ اعلان ان کے لئے ایک چیلنج بن چکا ہے "جب تک عالم کفر اور خاص کر تمام مسلم ممالک اور طور پر مقامات مقدسہ سے نکل نہیں جاتے ان کے خلاف ہمارا جہاد جاری رہے گا" اور اسامہ ان کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ بن گیا جس کو امریکہ ہر حال میں ختم کرنا چاہتا ہے۔ اس مقصد کے لئے امریکہ متعدد بار کارروائیاں کر چکا ہے اور طرح طرح کی

سازشیں کی گئی ہیں لیکن وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

96ء 97ء میں امریکی کمانڈوز اور امریکہ کی بین الاقوامی ایجنسی ایف۔ بی۔ آئی کے ارکان کئی مرتبہ جنوبی افغانستان میں اترتے اور کارروائیاں کرتے رہے ہیں لیکن ہر مرتبہ مطلوبہ نتائج میں اس قدر ناکامی سے دوچار ہوئے کہ انہوں نے ایک بڑے کمانڈو اپریشن کا فیصلہ کر لیا جس میں 17 امریکی کمانڈوز نے حصہ لیا جن میں بارہ اسامہ بن لادن کے محافظین کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے اور باقی پانچ کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ بعد میں جنہیں ایک پڑوسی ملک کی مداخلت پر رہا کر دیا گیا۔ اس کی ناکامی کے بعد اسامہ کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کی جا رہی ہیں لیکن ہوتا ہے وہی جو منظور خدا ہوتا ہے۔

19 اگست کو جدید ترین کروز میزائیلوں سے کیا گیا حملہ تھا جس میں ایک طرف اسامہ کی دوا ساز "الشفاء" فیکٹری پر میزائل برسائے گئے اور دوسری طرف بحر عرب سے تقریباً ۸۰ میزائلوں سے اسامہ پر حملہ کیا گیا۔ ان میں سے متعدد میزائل پاکستان کی حدود میں گرے اور ان میں اکثر میزائل زمین پر گرنے کے باوجود نہ پھٹے۔ جس سے امریکہ کے اس دعوے کی قلعی کھل گئی کہ امریکی ٹیکنالوجی سب سے بہتر ہے اور دوسری طرف ان میزائیلوں میں سے ڈیڑھ درجن سے زائد میزائل مختلف مقامات سے پاکستان کے ہاتھ لگ گئے جس سے پاکستان کے ہاتھ امریکہ کی وہ ٹیکنالوجی آگئی جسے وہ برآمد کرنے پر کسی صورت تیار نہ تھا۔ گویا پاکستان کے لئے وہ حملہ مفید ثابت ہوا۔ اس حملہ کے جواز کے طور پر کہا چونکہ

افسوس! عالم اسلام کا کوئی ملک بھی امریکی ناراضگی کے پیش نظر اس عظیم مجاہد کو پناہ دینے کے لئے تیار نہیں

اسامہ تنزانیہ اور نیروبی دھماکوں میں ملوث ہے (جو سی آئی اے نے ایک پلان کے تحت کیے تھے) لیکن اللہ کے فضل سے اسامہ کے ساتھیوں کو خراش تک نہ آئی۔ اس طرح یہ منصوبہ بھی مکمل طور پر نہ صرف ناکام ہوا بلکہ پوری دنیا میں رسوا بھی ہوا اور امریکہ نے کہا کہ یہ کارروائی اپنے دفاع کے لئے کی ہے اور اس سے بڑھ کر امریکی وزیر دفاع نے یہ دھمکی بھی دی کہ اگر اور ضرورت پڑی تو مزید کارروائی بھی کی جائے گی۔

اب ایک بار پھر امریکی لابی اسامہ کو

بعض حکومتی عہدیداران بھی اپنے روشن مستقبل کے لئے امریکہ کی انٹی اسامہ پالیسیوں کی مکمل حمائت کر رہے ہیں۔

اپنے دام میں لانے کے لئے سرگرم ہو چکی ہے۔ انتہائی معتبر ذرائع کے مطابق امریکی ایجنسی ایف بی۔ آئی (جسے بین الاقوامی سطح پر کارروائیاں کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے) ہر قیمت پر ایک مختصر عرصہ میں اسامہ کو گرفتار کرنا چاہتی ہے۔

پاکستانی خبر رساں ایجنسیوں اور 25 جولائی کے روزنامہ "خبریں" کے مطابق امریکی کمانڈوز کا ایک بہت بڑا دستہ پشاور اور کوئٹہ پہنچ چکا ہے اور مختلف اطراف سے افغانستان کی سرحد عبور کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور دوسری طرف امریکی بحری بیڑا اینٹی میزائیلوں سے لیس گوادر پر پہنچ چکا ہے۔ جہاں سے امریکی کمانڈوز کی حاصل کردہ اطلاعات کے مطابق اسامہ پر حملہ کیا جائے گا۔ ان کمانڈوز میں ایف بی۔ آئی کے وہ ارکان بھی شامل ہیں جن کے ہاتھوں رمزی یوسف کی گرفتاری عمل میں آئی تھی۔ پاکستان میں متعین امریکیوں کے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی گئی اور امریکی سفارت خانہ کی حفاظت بھی سخت کر دی گئی ہے جو اس معاملہ کی سنگینی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ان سطور کے منظر عام پر آنے تک مزید پاکستان کارگل بحران سے پوری طرح عہدہ برا نہیں ہوا جسے نام نہاد معاہدہ واشنگٹن کے ذریعے ختم کیا جا رہا ہے اور امریکی صدر بل کلنٹن نے مسئلہ مسلمانوں کے دیرینہ مسئلہ کشمیر میں ذاتی دلچسپی لینے کا اظہار بھی کیا ہے اور پاکستان کی تشفی کے لئے امریکہ بھارت کے وزیر خارجہ سے ملاقات بھی ہو چکی ہے۔ جس کے فوراً بعد امریکہ نے اسامہ کا ہوا کھڑا کر دیا۔ اگر دونوں مسئلوں کو یکے بعد دیگرے ظہور پذیر ہونے پر تھوڑا سا غور کریں تو دونوں کڑیاں ملتی دکھائی دیں گی اور جو منظر ابھر کر سامنے آتا ہے وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔

معاہدہ واشنگٹن کے فوراً بعد امریکہ کے بحری بیڑا گوادر اور ایف بی آئی کے کمانڈوز اس لئے پشاور پہنچ گئے کہ معاہدہ واشنگٹن کے نام سے جو پاکستان پر احسان عظیم کیا گیا اس کے

بدلے میں اس سے یہ مفاد حاصل کیا جائے۔ اس امید پر یہ سب کچھ کیا گیا ہے کہ اس بحرانی صورت میں پاکستان پر دباؤ بڑھا کر اس کی معاونت سے ایک طرف وہ اپنے دیرینہ دشمن پر قابو پالے گا اور دوسری طرف وہ نہ صرف بھارت کو موجودہ بھاری جانی و مالی نقصان سے نجات دلانا چاہتا ہے۔ بلکہ افغانستان پر حملہ کرکے اور افواہیں پھیلا کر پاکستان کو اس کے دیرینہ دوستوں سے دور کردینا چاہتا ہے اور پاک بھارت جنگ کی صورت میں پاکستان ان سے حمائت حاصل نہ کر سکے۔ اس لئے حکومت پاکستان کو اس پر گہری نظر رکھنی چاہئے۔ ان تمام عالمی سازشوں کو سمجھنا چاہئے اور ان کی روک تھام کیلئے مناسب منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو پاکستان اس میں بری الذمہ نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ اس کی زمین یا فضا کو استعمال میں لائے بغیر یہ ممکن نہیں۔ اس سے طالبان کو پاکستان سے شکوہ پیدا ہوگا۔ خاص طور پر اس صورت میں جب کہ طالبان نے نہ صرف امریکی دباؤ میں آنے سے انکار کردیا ہے بلکہ حملہ کی صورت میں دنیا بھر میں امریکی تنصیبات کو نشانہ بنانے کی دھمکی بھی دی ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ طالبان نہ صرف ہمارے اچھے ہمسائے اور وفادار دوست ہیں بلکہ وہ ہمارے دینی بھائی ہیں جو مشکل میں کبھی بے وفائی کرنے والے نہیں اور دوسرے ہمسائے چین و ایران پاکستان کے مفاد میں امریکہ سے زیادہ اہم ہیں۔ ایسی صورت میں ان کا بگڑ جانا لازمی امر ہے۔

اس معاملہ کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ عرب حکومتوں کے ساتھ ساتھ پاکستانی حکومت کے بعض ارکان اپنے روشن مستقبل کے لئے امریکی پالیسی کی نہ صرف تعاون کر رہے ہیں بلکہ مکمل تعاون بھی اور اس سے بھی دکھ کی بات یہ ہے کہ عالم اسلام کا کوئی ملک بھی امریکی ناراضگی کی وجہ سے مسلمانوں اور اسلام کے ہیرو کو پناہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ جو مسلمان حکمرانوں میں قومی غیرت کے عدم وجود کی دلیل ہے۔

اس تناظر میں یہ سوال نہایت اہم ہے کہ امریکہ اسامہ بن لادن کی گرفتاری کے لئے اتنا بے چین کیوں ہے؟ جبکہ عرب مجاہدین نے عملاً امریکہ کے ناپاک عزائم کے خلاف تاحال کوئی اقدام نہیں اٹھایا جسے امریکہ یا عرب حکومتیں ٹھوس جواز کے طور پر پیش کر سکیں۔

> "دہشت گرد" ایک مغربی اصطلاح ہے جسے وہ ہر اس شخص پر بولتے ہیں جو ان کے ظلم کے خلاف آواز بلند کرے۔

امریکی رپورٹوں کے مطابق عرب مجاہدین بالخصوص فلسطینی نژاد باشندے یورپ میں بڑی قوت کے طور پر منظم ہو رہے ہیں اور ان سب سے اسامہ کے رابطے ہیں۔ اسے اسامہ کا اعلان جہاد یاد ہے کہ "جب تک عالم کفر اور خاص طور پر امریکہ تمام مسلم ممالک سے اور خاص کر مقامات مقدسہ سے نکل نہیں جاتا اس کے خلاف ہمارا جہاد جاری رہے گا" اور امریکہ ابھی تک اس پیشکش کو بھی فراموش نہیں کر سکا جو اسامہ نے کویت پر عراقی حملوں کے بعد مشرق وسطیٰ کی ریاستوں کو دی تھی کہ "وہ اجازت دیں تو عراقی فوج کو وہ اپنے مجاہدین کے ذریعے کویت سے بے دخل کر دیں گے۔"

امریکہ یہ سارا کھیل مشرق وسطیٰ کی عرب ریاستوں اور عرب مجاہدین کو ایک دوسرے کے سامنے کھڑا کرنے اور آپس میں مخالفت اور دوری پیدا کرنے کے لئے کھیل رہا ہے۔ تاکہ عرب حکومتوں کو مجاہدین سے خائف کرکے یہ باور کرا سکے کہ ان کے لئے امریکہ پر انحصار کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اسی صورت میں اپنا فوجی کیمپ خلیج میں رکھ سکتا ہے اور اس کے اخراجات عرب ممالک سے پورا کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ جس کے لئے اس نے خلیجی جنگ کا بڑی پرکاری سے جال بنا تھا۔ اب امریکہ کو یہ خطرہ درپیش ہے کہ اگر عرب حکام اور عرب مجاہدین ایک دوسرے کے قریب آگئے اور عرب حکومتوں نے اس کے متبادل پر غور شروع کر دیا تو امریکہ یہ اپنا بوجھ کیسے اٹھائے گا جسے عرب ریاستوں نے اٹھا رکھا ہے۔ پس اس وجہ سے امریکی مفادات کی راہ میں رکاوٹ بننے والے اور اس کے ناپاک خونی عزائم کے خلاف اعلان جنگ کرنے والے مجاہدین کو اور بالخصوص ان کے سالار اعلیٰ اسامہ بن لادن کو کسی صورت چھوڑنے اور مزید مہلت دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

تو کیا رعنائے ملت سے یہ پوچھنے کی میں جسارت کر سکتا ہوں کہ کیا اس کارروائی کو اسامہ کے ساتھ خاص کرکے نظر انداز کر دیا جائے گا۔ نہیں! ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس کو عالم اسلام کے لئے خطرہ کی گھنٹی تصور کرنا چاہئے اور ابھی سے اس کے لئے مستقل پلاننگ کر لینی چاہئے کیونکہ آنے والے سیلاب کی راہ

میں بندھ باندھا جا سکتا ہے لیکن آئے ہوئے سیلاب سے کواڑ بند کر کے گھر نہیں بچایا جا سکتا۔ اس لئے ہمیں ابھی سے کمر بستہ ہو جانا چاہئے اور میدان میں کود کر دنیا کی دوسری سپر پاور کو اسی طرح نیست و نابود کر دیں جس طرح آپ کے ہی مبارک ہاتھوں سے سویت یونین کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے اور یہ ثابت کر دیں کہ ہم میں خالدؓ و سعدؓ کے روحانی فرزند ابھی موجود ہیں جنہوں نے ایران و روم کے تاج پاؤں تلے روند ڈالے تھے اور مسلمان اپنے درس ماضی کو بھولے نہیں ہیں بلکہ ابھی تک مسلمانوں کے گوشہ دل میں کہیں نہ کہیں جذبہ جہاد زندہ و پائندہ ہے۔ان مصلحتوں کی راکھ میں دبی ہوئی یہ چنگاری شعلہ بن کر کفر کے خرمن کو جلا کر خاکستر کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے ؎

وہ آتش آج بھی تیرا نشیمن پھونک سکتی ہے

آج ہمیں کسی صلاح الدین ایوبی کے گھوڑوں کی ٹاپوں کا منتظر نہیں رہنا چاہئے بلکہ خود ایوبیؒ بننا ہو گا اور شہاب الدین غوریؒ کا جذبہ جہاد دلوں میں موجزن کرنا ہو گا تو پھر دنیا کا کوئی ہلاکو خاں تمہارے مقابلے کی جرات نہیں کر سکے گا اور تاریخ پھر اسی دور کو لوٹا دے گی کہ جب ؎

تمہاری عزتیں تھیں اوج تھا رتبہ تھا شانیں تھی
تمہاری بات تھی احکام تھے کہنا تھا آنیں تھیں
تمہارے ذکر میں سرگرم دنیا کی زبانیں تھیں
تم تھے' زمانے میں تمہاری داستانیں تھیں
غرور و ناز کم کرنا پڑا تھا ایک عالم کو
سر تسلیم خم کرنا پڑا تھا ایک عالم کو

یہ سوال آج ہر ذہن میں جنم لے رہا ہے کہ اسامہ بن لادن واقعی کوئی دہشت گرد ہے جس کے خلاف امریکہ کو اتنے جتن کرنے پڑ رہے ہیں۔ مسلمان کبھی دہشت گرد نہیں ہوتا بلکہ اسلام امن و سلامتی کا درس دیتا ہے اور دہشت گرد ایک مغربی اصطلاح ہے جو ہر اس شخص پر وہ بولتے ہیں جو ان کے ظلم کے خلاف آواز بلند کرے اور اس کی آڑ میں وہ اپنی دہشت گردی چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاریخ جدید میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جس میں کسی اسلامی ملک نے جارحیت ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود عالم کفر اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دے رہا ہے۔ لیکن یہ بات حق بجانب ہے کہ جس قوم کے لئے ترقی اور خود مختاری کی تمام راہیں مسدود کر دی جائیں تو دہشت گردی اس قوم کا حق ہوتا ہے۔

> **آج ہمیں حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے کسی ایوبیؒ و غزنویؒ کا انتظار نہیں کرنا چاہئے بلکہ خود ایوبیؒ و غوریؒ بن کر عالم اسلام کی قیادت کرنی ہے' ہزاروں سومنات آپ کے منتظر ہیں۔**

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جس شخص نے عالم کفر کی نیندیں حرام کر دی ہیں کیا وہ واقعی امن دشمن اور فسادی انسان ہے ؟ نہیں! بلکہ وہ کفار کی دہشت گردی کو ختم کر کے امن قائم کرنے کا خواہاں ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ امریکی حکومت ظالم اور مجرم ہے اس نے نہایت جابرانہ اور گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کیا ہے فلسطین و عراق میں مسلمانوں کے قتل عام کا براہ راست ذمہ دار ہے کیونکہ وہ نہ صرف اسرائیلی عزائم کی تائید کرتا ہے بلکہ ہمت افزائی بھی کر رہا ہے۔ میرے ذہن میں لبنان کے ان معصوم بچوں کا خیال گھوم رہا ہے جن کے سر اور بازو امریکی دھماکے سے ہوا میں بکھر گئے تھے اور امریکہ احساسات انسانی سے عاری اور وحشی درندہ ہے جس نے بربریت کی تمام حدود پار کر لی ہیں اور سب سے بڑھ کر وہ سعودی عرب میں داخل ہو کر مقامات مقدسہ پر قبضہ کر چکا ہے۔ جن سے نکالنا ہر مسلمان کا فرض بن چکا ہے اور اسی لئے ہم نے امریکہ کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے اور جب تک وہ وہاں سے نکل نہیں جاتا ہمارا جہاد جاری رہے گا اور ایسے حالات میں ہمارا دین ہمیں یہی حکم دیتا ہے۔ بقول علامہ اقبال ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسامہ امن دشمن نہیں بلکہ پوری دنیا کو گلزار امن دیکھنے کا خواہش مند ہے اور یہ صرف اسامہ کا نہیں پوری امت مسلمہ کا فرض ہے کہ جہاں بھی ظلم و ستم ہو تو وہ مظلوموں کی مدد کریں۔

آخر وہ کون سی چیز ہے جس نے کروڑ پتی اسامہ کو عیش و عشرت کی زندگی چھوڑ کر سنگلاخ پہاڑوں کا مکین بنا دیا اور جہاں قدم قدم پر مصائب کا سامنا کرنا پڑے ۔۔۔۔اور قرآن کا یہ اعلان ہے "اے مسلمانوں تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم (ظالموں سے) لڑتے نہیں جبکہ بے کس و مجبور مرد و زن یہ التجا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال لے جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے کوئی حمایتی اور مددگار مقرر کر دے۔" (النساء ۷۵)

آج ہمیں بیدار ہونے کی ضرورت

بقیہ صفحہ نمبر 25 پر